**علامہ تمناعمادی کے جمع القرآن اور اختلاف قراءت کے حوالے سے تفردات کا درایتی جائزہ**

**A Theological Review of the Opinion of Allama Tamana Emadi Regarding the Compilation and Variant Readings of the Holy Quran**

عائشہ جدون[[1]](#footnote-1)\*

ڈاکٹر رب نواز [[2]](#footnote-2)\*\*

***Abstract:***

The Holy Quran, a source of aspiration and a complete code of life for the Muslims has always been subjected to criticism with regards to its revelation, compilation and the dialect. However, it has been stated by Almighty Allah in Holy Quran that ‘we have send it down and will guard it (against corruption).Allama Tamana Emadi has raised objection on the compilation of the Holy Quran in the time of Hazrat Abu Bakr (RA) in his book Jamul-Quran and also opposed different dialects for the recitation of the Holy Quran adopted at the time of Hazrat Usman (RA). Therefore in this very article we have logically arguemented and answered the sceptical views of Tamana Emadi.

**Key words.** Holy Quran, compilation, dialects, Jamul-Quran.

قرآن کریم اسلام کا بنیادی مصدر اور ہدیت کا اولین چراغ ہے ،قرآن کریم کے منزل من اللہ اور آخری کتاب ہونے کی وجہ سے ہر باعمل انسان اپنے اندر خالص ایمانی جزبہ اورروحانی طاقت محسوس کرتا ہے ،اللہ تعالی نے اس کتاب کی حفاظت کی ذمہ داری خود اٹھائی ہے ۔

جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے۔''إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ [[3]](#endnote-1)''۔

کہ بےشک ہم نے اس کو نازل کیا اور ہم ہی اسکے محافظ ہیں۔

دوسری جانب تقریبا ہر دور میں ہی اسلام اور قرآن پر اعتراضات کئے جاتے رہے ہیں تاکہ دین اسلام کے متبعین کے اذہان میں شکوک وشبہات پیدا کیے جائیں ۔اسی کی ایک مثال علامہ تمنا عمادی کی کتاب جمع القرآن اور اعجاز القرآن میں نظر آتی ہے ،موصوف اس نظریے کے قائل ہیں کہ قرآن کریم نبی کریم ﷺ کے دور میں مکمل مرتب ومدون ہو چکا تھااور حضرت ابو بکر ؓکے دور میں جمع القرآن کی روایات موضوع ہیں۔ اور اسی طرح ''انزل القرآن علی سبعۃاحرف'' والی حدیث کو بھی موضوع کہتے ہیں ۔اور سات قراء حضرات کو بھی اسی سلسلے کی کڑی مانتے ہیں ۔جمع قرآن اور قراءات پر نقد کے حوالے سے علامہ تمنا عمادی کا اسلوب یہ ہے کہ وہ اعتراضات کو تفصیل سے ذکر کرتے ہیں اور بسا اوقات ایک ہی اعتراض متعدد مقامات پر دہراتے ہیں۔اور ایک جگہ ایک بات بطور اعتراض ذکر کرتے ہیں لیکن دوسری جگہ اسی اعتراض کے حق میں لکھتے ہیں اور اپنی ہی بات کی نفی کر دیتے ہیں۔ اس مقالے میں جمع قرآن اور قراءات کے حوالے سے علامہ کے چند بنیادی نوعیت کے اعتراضات کا درایتی پہلو سے جائزہ لینے کی کوشش کی گئی ہے۔

اعتراض نمبر 1

جمع قرآن کا کام تخلیہ میں کیوں ہوا؟[[4]](#endnote-2)

جواب ۔ا۔یہ اعتراض درست نہیں کیونکہ حضرت ابو بکر ؓ نے حضرت زیدؓ اور حضرت عمر ؓ کو کہا کہ مسجد کے دروازے پر بیٹھ جائیں اور جو قرآن کی کوئی آیت دو گواہوں کے ساتھ لائے اس کو لکھ لیں۔ یہ تخلیہ نہیں بلکہ اعلان عام تھا ۔[[5]](#endnote-3)

(2) حضرت عمرؓ جو ہشام بن حکیمؓ کے سورہ فرقان اور طرح کے پڑھنے پر آپﷺ کے سامنے پکڑ کر لے آئے تھے[[6]](#endnote-4) کیا وہ ایسا کام کر سکتے تھے جو چوری چھپے ہوتا اور کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوتی ،نیز صحابہ کرام تو قرآن کریم کی عظمت کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے اس لئے یہ کہنا کہ جمع القرآن کا کام تخلیہ میں ہوا قطعا درست نہیں ۔

اعتراض نمبر 2

حضرت ابو بکر نے حضرت زید بن ثابت ہی کو کیوں بلا یا،کاتب وحی اور صحابہ بھی تھے ،جو علم قرآن میں زید سے کہیں زیادہ تھے [[7]](#endnote-5)؟ اورحضرت عمر کے مشورےسے حضرت ابو بکر ایک اتنے اہم بڑے کام کے لئے آمادہ ہوئے تھے ،جس میں ان کو جھجک تھی اور انہوں نے صرف زید کو بلابھیجا ،کسی دوسرے صحابی سے مشورہ تک نہ کیا ابی بن کعب ،معاذ بن جبل ،عبداللہ بن مسعود اور سالم جن سے آپ ﷺ لوگوں کو قرآن سیكھنے کا کہتے ان کو بھی نہ بلایا۔[[8]](#endnote-6)

جواب۔1۔حضرت ابو بکرؓ نے حضرت زید بن ثابت ؓ کو اس لئے بلایا کہ وہ نہ صرف کاتب وحی تھے بلکہ حافظ بھی تھے اور نبی کریم ﷺ کے زمانے میں جمع قرآن میں بھی شامل تھے وہ خود فرماتے ہیں '' كنا عند رسول الله صلى الله عليه و سلم نؤلف القرآن من الرقاع[[9]](#endnote-7) کہ ہم رسول اللہﷺ کے پاس پارچوں سے قرآن لکھا کرتے تھے۔

2۔ ابن قتیبہ ؒ نے المعارف میں لکھا ہے کہ حضرت زیدؓ نے آپ ﷺ کی زندگی میں پورا قرآن لکھا تھا ۔اس کو اخیر میں آپ ﷺ کو کمال و تمام سنایا تھا ۔اس کی ترتیب وہی تھی جو آج ہے ۔[[10]](#endnote-8)

 3۔اور یہ کہنا کہ ابی بن کعب ؓ،معاذ بن جبلؓ ،عبداللہ بن مسعودؓ اور سالمؓ کو کیوں نہ بلایا تو ان چار میں سے حضرت ابی بن کعبؓ بزرگ صحابی تھے اور آیات کو جمع کرنا ایک مشقت طلب کام تھا جس کے لیے کسی قوی اور جوان شخص کی ضرورت تھی جیسا کہ اسی روایت میں حضرت ابوبکر ؓنےحضرت زیدؓ سے کہاکہ آپ جوان آدمی ہیں۔جبکہ حضرت معاذ بن جبلؓ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں ہی یمن کے گورنر بنا کر بھیج دیے گئے تھے[[11]](#endnote-9) اور تیسرے صحابی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ گوکہ آپﷺکے زمانے میں قرآن جمع کرنے والوں میں سے تھے لیکن وہ کوفہ منتقل ہو گئے تھے۔ او ر باقی رہے حضرت سالمؓ تو وہ جنگ یمامہ میں شہید ہو گئے تھے۔اور جنگ یمامہ میں حفاظ کی شہادت ہی جمع قرآن کا محرک بنی۔

اعتراض نمبر 3

حضرت زید کو مشق کتابت و مہارت املاء کے لئے تین چار سال سے کم نہیں لگے ہوں گے ۔غالبا6ھ/7ھ یا اس کے بعد سے زیادہ سے زیادہ آخری 3،4 سال کی مدت میں جو کچھ بھی وحی آئی اس کو زید بن ثابت نے بھی لکھا ہوگا ،یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کسی دوسرے سے اس مدت میں کتابت وحی کا کام لیا ہی نہیں گیا۔[[12]](#endnote-10)

جواب 1۔ اگر حضرت زید ؓنے 15 دنوں میں ایک اجنبی زبان سیکھ لی تو جو ان کی اپنی زبان تھی اس کی مشق و کتابت و مہارت املا ء کے لئے تین چا ر سال کی قید لگانا بعید از قیاس ہے ۔[[13]](#endnote-11)

2۔ اس بات سے علامہ یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ حضرت زید کی کتابت قرآن کے حوالےسے کوئی خاص اہمیت نہیں اور سینئر کاتبین سے کم حیثیت رکھتے ہیں ۔جبکہ روايت میں آتا ہےکہ غزوہ تبوک کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت عُمارہ بن حزم سے مسلمانوں کا جھنڈا لے کر حضرت زید کے حوالے کردیا جس پر حضرت عمارہ نے وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا "قرآن مقدم ہے اور زید کو آپ سے زیادہ قرآن یاد ہے" [[14]](#endnote-12)

اعتراض نمبر 4

علامہ شوکانی لکھتے ہیں حضرت زید کی ذہانت و حفظ کا اندازہ لگا کر آپ ﷺ نے ان کو یہود کی زبان سریانی سیکھنے کا حکم دیا ،چھ ماہ میں وہ اس قابل ہوگئے کہ مراسلات کا کام کر سکتے تھے ،تو معلوم ہوا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے کاتب مراسلات تھے نہ کہ وحی کی کتابت کے لئے ان کی کوئی خاص خصوصیت تھی۔بلکہ مختلف طرح کی کتابت میں خلط ملط کا خطرہ ہو سکتا تھا ۔[[15]](#endnote-13)

 جواب ۔1۔اس عبارت سے تو حضرت زیدکی غیر معمولی ذہانت اور عمدگی حفظ کا پتہ چلتا ہے یہ کہنا کہ حضرت زید مراسلات کا کام کرتے تھے ،اور کتابت وحی کے لئے ان کی خاص خصوصیت نہ تھی بلکہ مختلف طرح کی کتا بت میں خلط ملط کا خطرہ تھا یہ بھی عقل کے منافی اعتراض ہے کیونکہ خلط ملط ہونے کا اندیشہ وہاں ہوتا ہے جہاں کوئی زبان سے نا آشنا شخص ہو لیکن جو شخص زبانوں میں مہارت رکھتا ہو اس کے لئے یہ بعید از قیاس ہے کہ وہ ایک زبان کو دوسری سے مختلط کر دے ۔

2۔حضرت زید فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے لیے وحی لکھا کرتا تھا اور جب آپؐ پر وحی اترتی تو آپ کو شدید پسینہ آتا پھر وہ کیفیت جاتی رہتی تو میں عسب کا ٹکڑا لے آتااور میں لکھتا جو آپؐ املاء کرواتے۔جب میں لکھ کر فارغ ہو جاتا تو میری ٹانگ قرآن کے بوجھ کی وجہ سے ٹوٹنے لگتی یہانتک کہ میں کہتا میں کبھی اپنی ٹانگ پر چل نہ سکوں گا۔جب میں لکھ چکتا تو آپؐ فرماتے پڑھو میں پڑھتا اگر اس میں کچھ غلطی ہوتی تو آپؐ درست فرمادیتے پھر اسکو لوگوں کے لئے نکالتا۔[[16]](#endnote-14)

اعتراض نمبر5

ممکن ہے جس وقت کوئی اور کاتب وحی موجود نہ ہوتا اس وقت آپ ﷺ ان سے وحی کی کتابت لکھوا لیتے ہوں ،ان کا کاتب وحی ہونا صرف بخاری کی حدیث کی وجہ سے مشہور ہو گیا ،ورنہ ان کو اس سلسلہ میں کوئی خاص اہمیت نہ تھی۔[[17]](#endnote-15)

جواب۔1۔یہ کہنا درست نہیں کہ صرف بخاری کی حدیث کی وجہ سے ان کا کاتب وحی ہونا مشہور ہو گیا بلکہ مجمع الزوائد کی روایت میں بھی مذکور ہے کہ کچھ لوگ حضرت زید کے پاس آئے اور کہا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی کچھ باتیں بتائیں تو حضرت زید نے کہا تمہیں کیا بتاؤں ؟میں رسول اللہﷺ کا پڑوسی تھا جب آپؐ پر وحی نازل ہوتی آپؐ مجھے بلاتے اور میں وحی لکھتا تھا۔[[18]](#endnote-16)

2۔امام شعبی فرماتے ہیں کہ زید بن ثابتؓ کو لوگوں پر دو وجہ سے فضیلت تھی پہلا قرآن کریم اور دوسرا علم الفرائض۔

3۔ جس دن زید بن ثابت ؓکا انتقال ہوا تو حضرت ابو ہریرہ ؓنے فرمایا ''مات الیوم حبر الامة" کہ آج امت کا عالم وفات پا گیا۔[[19]](#endnote-17)

4۔اسی طرح الاستیعاب میں مروی ہے کہ حضرت زید اور حضرت ابی دونوں رسول اللہ ﷺ کے لیے وحی لکھا کرتے تھے۔[[20]](#endnote-18)

اعتراض نمبر6

اگر بالفرض انہوں نے کوئی غیر معمولی مشق خطاطی اور حسن کتابت میں حاصل کر لی ہوتو محض کتابت قرآن کے لئے تو انکا انتخاب انکے حسن کتابت و خطاطی کی وجہ سے ہو سکتا ہے مگر جہاں ضرورت جمع و تدوین آیات و سور کی ہو وہاں ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جو ابتداء نزول سے آخر تک شریک کتابت وحی رہے ہوں ۔اور تمام آیات و سور کے مواقف و مواقع نزول سے واقف اور پورے قرآن کے حافظ ہوں ۔[[21]](#endnote-19)

جواب ۔الاستیعاب میں مذکور ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق ؓنے قرآن جمع کرنے کا حکم دیا تو اس کو لکھ لیا گیا۔جب لوگوں نے حضرت عثمانؓ کے دور میں قراءت میں اختلاف کیا اس وقت انکا اور تمام صحابہ کرام کا اجماع ہوا کہ قرآن کریم کو ایک حرف پر جمع کیا جائے حرف زید کے مطابق تو حضرت عثمان ؓنے حضرت زیدؓ کو حکم دیا کی وہ مصحف کو املاء کروائیں ان قریش کے لوگوں پر جو جمع قرآن کے لیے اکھٹے تھے ۔تو انہوں نے اس کو لکھا اسی طرح جیسے آج لوگوں کے پاس موجود ہے۔ اس بارے میں ساری روایات باوجود اختلاف الفاظ کے متواتر المعنی ہیں۔اور لوگ کہتے تھے حضرت زیدؓ لوگوں پر دو وجہ سے سبقت لے گئے ایک قرآن کریم اور دوسرا علم الفرائض۔[[22]](#endnote-20)

اعتراض نمبر 7

اللہ نے خود پورے قرآن کو رسول اللہ ﷺ کی وفات سے پہلے مکمل کر کے رسول ﷺ و صحابہ کے ہاتھوں سے اس کو مرتب و مدون کروا دیا تھا اور ہر گھر میں قرآن کے متعدد نسخے تھے [[23]](#endnote-21)

جواب۔1۔یہ بات بھی شاید علامہ صاحب نے خود ہی فرض کرلی ہے کہ قرآن کے متعدد نسخے ہر گھر میں موجود تھے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ بات تاریخی طور پر ثابت نہیں کہ ہر گھر میں پورا قرآن لکھا ہوا موجود تھا۔ اور یہ ممکن بھی نہیں تھا کیونکہ ہزاروں لوگ فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے اور فتح مکہ سے وفات تک زمانہ بہت کم ہے اتنے عرصے میں دربار نبوی میں آکر قرآن یاد کرلینا یا لکھ لینا بظاہر ممکن نہیں جبکہ وحی اور غزوات کا سلسلہ بھی جاری تھی۔ دوسری بات یہ کہ عملاً یہ ناممکن ہے کہ قرآن کے نزول کے ساتھ ساتھ نسخے تیار ہوتے رہے ہوں اور وہ وہ دس لاکھ مربع میل کے علاقے میں ہر گھر تک پہنچتے رہے ہوں۔ عملا جو چیز ممکن ہے وہ یہ ہے کہ لکھنا پڑھنا جاننے والے صحابہ جو وحی سنتے تھے وہ اپنےلئے لکھ لیتے تھے اور پورا قرآن صرف وہ ہی لوگ لکھ سکے تھے جو ہر وقت مسجد میں موجود ہوتے تھے یا بکثرت آتے رہتے جیسے حضرت ابوبکر وعمر کہ مدینہ سے باہر منتقل ہوگئے تھے لیکن بکثرت آتے رہتے تھے۔ ظاہر ہے ایسے صحابہ تھوڑی تعداد میں ہی ہوسکتے ہیں اور ان میں سے ستر اگر یمامہ میں شہید ہوجائیں اور بقیہ میں سے بھی جہاد اور تجارت کی غرض سے کئی لوگ مدینہ سے باہر ہوں تو فکر مندی تو بنتی ہے۔

 2علامہ نے اس بات کو بیان نہیں کیا کہ وہ کو نسے صحابہ تھے جن کے ہاتھوں سے اللہ نے خود پورے قرآن کو رسول اللہ ﷺ کی وفات سے پہلے مرتب و مدون کروا دیا تھا ۔اور نہ ہی ان نسخوں میں سے کسی ایک نسخے کابالدلیل ذکر کیا جو ہر گھر میں موجود تھا۔

اعتراض نمبر8

صرف انصار کا ذکر کیوں ؟آخر مہاجرین کے جمع قرآن کا ذکر کیوں نہیں ہے؟ بالضرور انہوں نے بھی اپنے پاس تمام سورتیں جو ہجرت سے قبل نازل ہوئیں کتابی صورت میں لکھ کر پاس رکھ لیں تھیں[[24]](#endnote-22)۔

جواب۔1۔روایت میں چار انصاری صحابہ کا ذکر ہے جنہوں نے نبی کریمﷺ کے دور میں قرآن جمع کیا

تھا۔وہ اسلئے ممتاز حیثیت رکھتے تھےکہ وہ قرآن کے الفاظ کو ضبط کرنے والے اور حسن ادائیگی پر قادر تھے۔اور انہوں نے بالاستیعاب سارا قرآن نبی کریم ﷺسے بالمشافہ لیا تھا۔باقی جو صحابہ کرام تھے ان میں آپؐ بعض کو ایک یا دو سورتیں سکھا دیتے اور وہ باقی صحابہ کو تعلیم دے دیا کرتےتو ان میں سے بعض نے نصف قرآن نعض نے تہائی یا کم و بیش بالمشافہ آپﷺسےقرآن لیا تھا۔[[25]](#endnote-23)

2۔چار افراد کی تصریح سے دیگر کی نفی لازم نہیں آتی۔

3۔ان چاروں حضرات نے قرآن کو تمام وجوہ ،لغات اور حروف و قراءات جن پر قرآن کا نزول ہوا جمع کیا تھا۔[[26]](#endnote-24)

اعتراض نمبر9

جب آپ ﷺ ہجرت کرکے مدینہ آئے تو کمسن لڑکے پیش کئے گئے کہ انہوں نے اتنی سورتیں یاد کر لی ہیں جس سے آپ ﷺ خوش ہوئے ،اور یہ سب قرآن کے بغیر کتابی شکل میں لائے دشوار ہے[[27]](#endnote-25)؟

جواب۔یہ اعتراض درست نہیں کیونکہ عرب اپنے قوت حفظ کی وجہ سے مشہور تھے نہ کہ کتابت کیوجہ سے۔

اعتراض نمبر 10

زید کی کتا بت میں کوئی خصوصیت نہ تھی ،اور یہ کہنا کہ وہ عرضہ اخیرہ میں موجود تھے ،یہ خلاف عقل اور ہر گز کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے[[28]](#endnote-26) ۔

جواب۔ امام بغوی فرماتے ہیں کہ جو خصوصیت حضرت زید کو دیگر صحابہ سے ممتاز کرتی ہے وہ یہ کہ حضرت زید عرضہ اخیرہ میں شامل تھے اور آپ نے وفات والے سال نبی کریم ﷺ کو دو مرتبہ پورا قرآن کریم سنایا تھا اور یہ فضیلت آپ کے علاوہ کسی اور صحابی کو حاصل نہ تھی۔ [[29]](#endnote-27) اسی طرح ابن عاشور نے لکھا ہے کہ حضرت زید عرضہ اخیرہ میں شامل تھے اور آپ نے وفات والے سال نبی کریم ﷺ کو دو مرتبہ پورا قرآن کریم سنایا تھا۔[[30]](#endnote-28)

اعتراض نمبر 11

پس اسی دن یا دوسرے دن قرآن جمع ہو گیا جس کی خبر زید بن ثابت ؓکے علاوہ کسی اور کو نہ ہو سکی ۔پھر حضرت ابو بکر ؓاور حضرت عمرؓ نے کبھی اس جمع قرآن کا ذکر کسی سے نہیں کیا ۔[[31]](#endnote-29)

جواب ۔ 1۔یہ تو علامہ کا اپنا قیاس ہے کہ اسی دن یا دوسرے دن قرآن جمع ہو گیا۔حقیقت امر یہ ہے کہ جمع قرآن کی مختلف روایات مروی ہیں صحیح بخاری کے مختلف ابواب میں ،مجمع الزوائد اور کتاب المصاحف میں ۔

2۔حضرت عمر ؓ نے تو اعلان کر دیاتھاکہ جس شخص نے رسول اللہ ﷺ سے قرآن لیا وہ اسکو لے آئے۔اور وہ کوئی چیز قبول نہیں کرتے تھےجبتک دوگواہوں کی گواہی نہ ہوتی ۔تو معلوم ہوا کہ زیدؓ صرف مکتوب پر اکتفانہیں کر رہے تھے جبکہ سماع کی گواہی بھی ساتھ نہ ہوتی ،کیونکہ زید ؓخود بھی حافظ تھے اور یہ عمل ان کا حد درجہ احتیاط پر مبنی تھا ۔[[32]](#endnote-30)

3۔اسی طرح حضرت ابو بکر ؓنے حضرت عمرؓ اورحضرت زیدؓ سے کہا کہ آپ مسجد کے دروازے پر بیٹھ جائیں ،جو شخص کتاب اللہ کودو گواہوں کے ساتھ لائے وہ لکھ لیں۔[[33]](#endnote-31)

1۔او رگواہوں سے مراد حفظ و کتابت تھی۔

(2) یا دو گواہ یہ گواہی دیتے کہ یہ آیت آپ ﷺ کے روبرو لکھی گئی ۔

(3) یا دو گواہ یہ گواہی دیتے کہ یہ آیت ان وجوہ قراءت میں سے ہےجن پر قرآن نازل ہوا۔اس قدر احتیاط اس لئے برتی گئی تاکہ بعینہ وہی لکھا جائے جو رسول اللہ ﷺ کے سامنے لکھا گیا[[34]](#endnote-32)۔اسلئے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ چوری چھپے جمع قرآن کا کام کیا گیا جسکی کانوں کان کسی کو خبر نہ ہو سکی۔

اعتراض نمبر 12

حضرت انس بن مالک نقل مصاحف بعہد عثمانی کی تو روایت ذکر کرتے ہیں مگر اس سے زیادہ اہم واقعہ جمع قرآن بعہد صدیقی کا مطلق ذکر کسی سے بھی نہیں کرتے ۔عہد عثمانی کے نقل مصاحف کے وقت جمع صدیقی والی حدیث بنی ہوئی نہ تھی [[35]](#endnote-33)۔

جواب۔یہ اعتراض تو قطعا درست نہیں کیونکہ حضرت انس بن مالک ؓنے جو روایت ذکرکی نقل مصاحف بعہد عثمانی کی تو اسی حدیث میں جمع قرآن بعہد صدیقی کاذکر بھی موجود ہے ان الفاظ کے ساتھ فَأَرْسَلَ عُثْمَانُ إِلَى حَفْصَةَ أَنْ أَرْسِلِي إِلَيْنَا بِالصُّحُفِ نَنْسَخُهَا فِي الْمَصَاحِفِ [[36]](#endnote-34) کہ حضرت عثمانؓ نے حضرت حفصہؓ کو پیغام بھیجا کہ آپ صحیفے بھیج دیں جن میں سے ہم مصاحف میں لکھ لیں۔تو جو مصاحف حضرت حفصہ ؓکے پاس تھے وہ روایات سے ثابت ہیں کہ وہی تھے جو حضرت ابو بکر ؓنے قرآن کو جمع کروایا تھا۔[[37]](#endnote-35)

اعتراض نمبر13

صدیق اکبر ؓ نے جس کو زید کے بلانے کے لئے بھیجا اسکا نام مصلحۃ ذکر نہیں کیا ؟[[38]](#endnote-36) جمع قرآن بعہد عثمان میں

فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان نے صحیفے حفصہ سے منگوائے کس کو بھیجا اس کا ذکر نہیں۔

جواب ۔قاصد کا نام ذکر کرنا مقصود بالذات نہیں تھا اور نہ ہی مہتمم بالشان امر ورنہ ضرور اسکا ذکر کر دیا جاتا۔

اعتراض نمبر 14

''فيذهب کثير من القرآن'' قرآن کے بہت سے حصے جاتے رہیں گے کا فقرہ بتارہا ہے کہ حفاظ قرآن میں پورے قرآن کا حافظ کوئی نہ تھا ۔بلکہ مختلف آیتوں اور سورتوں کے مختلف لوگ حافظ تھے ۔صحابہ کرام کی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ ایک جنگ یمامہ نہیں پچاس یمامہ جیسی جنگوں میں ستر ستر حفاظ شہید ہوں تو قرآن کے ایک ایک حرف اور ایک ایک نقطے کے چلے جانے کے خطرے کا وہم و گمان نہیں ہو سکتا ۔پورے قرآن کے ہزاروں حافظ موجود تھے ۔70 حفاظ کی شہادت سے قرآن کیوں چلا جائے گا ؟[[39]](#endnote-37)

جواب ۔ اس جملے کا مطلب یہ ہے کہ ان شہداء میں وہ جماعت بھی تھی جنہوں نے جمع قرآن بعہد النبی ﷺ کا اہم کام کیا تھا تو مراد جماعت ہے نہ کہ ہر ہر فرد۔

(2) ان شہداء میں اکثر حفاظ تھے جنہوں نے نبی کریم ﷺسے بالمشافہ قرآن لیا تھا ۔

(3) یہ مراد بھی ہو سکتا ہے کہ یہ گواہی دینے والے موجود نہ رہیں گے یعنی original کی تو ثیق نہ کر سکیں گے۔

اعتراض نمبر 15

ابو بکرؓ نے عمرؓسے اور زیدؓ نے ابو بکرؓ سے کہا ایسا کام کس طرح کرو گے جو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا ،سوال یہ ہے کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے قرآن نہیں لکھوایا تھا ؟ پھر ابو بکر ؓنے زید سے کیوں کہا تم رسول اللہ کے لئے وحی لکھا کرتے تھے وہ وحی کیا تھی ؟کیا قرآن کے سواکچھ اور بھی تھا۔[[40]](#endnote-38)

جواب۔1۔علامہ خطابی فرماتے ہیں اس میں اس امر کا احتمال ہے کہ مصحف میں آپ ﷺ نے قرآن کریم مکمل جمع نہیں کروایا تھا ،نسخ احکام و تلاوت کے ورود کے احتمال کی وجہ سے۔ جب آپ ﷺ کی وفات پر نزول کا سلسلہ مکمل ہو گیا تو اللہ تعالی نے خلفائے راشدین کے دل میں یہ ڈال دیا کہ وہ اللہ کی کتاب کی حفاظت کے وعدے کا ایفاء کریں ۔اور اس کا آغاز حضرت ابو بکر ؓ کے ہاتھوں ہوا حضرت علی ؓفرماتے ہیں کہ مصاحف میں سب سے زیادہ اجر حضرت ابو بکرؓ کو ہے وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے کتاب اللہ کو جمع کیا ۔[[41]](#endnote-39)

2۔آپ ﷺ کے دور میں سارا قرآن لکھاہوا تھا لیکن ایک جگہ اور مرتب السور جمع نہ تھا ۔گویا آپ ﷺ

نے قرآن کو کتابت دی ہوئی تھی اور حضرت ابو بکر ؓ نے مکتوب کے لکھنے کا حکم دیا تھا ۔وہ کوئی جدید چیز نہ تھی۔اسی وجہ سے تو سورہ توبہ کی آخری آیت کو لکھنے میں حضرت زیدؓ نے توقف کیا جب تک مکتوب شکل مل نہ گئی باوجود اس کےکہ وہ اور ان کے ساتھ دیگر حضرات کو وہ آیت زبانی یاد تھی ۔[[42]](#endnote-40)

(3) قرآن کریم میں آتا ہے '' رَسُولٌ مِّنَ اللَّهِ يَتْلُو صُحُفًا مُّطَهَّرَةً(سورة البينة:2) ''اور آپﷺ کے دور میں قرآن کریم صحف میں لکھا ہوا تھا لیکن متفرق تھا تو ابو بکر ؓ نے ایک مصحف میں اس کو جمع کروا دیا ۔

اعتراض نمبر 16

حدیث کا آخرہ فقرہ بتاتا ہے کہ زید بن ثابت نے بس دو چار گھنٹے نہ سہی دو چار دن یا ہفتے یا چند مہینے ہی سہی اکیلے پورا قرآن جمع کر دیا ،اور اپنے جی سے جس طرح مناسب سمجھا آیتوں کی ترتیب قائم کر لی ۔اس لئے کہ ٹھیکریوں ،تختیوں وغیرہ پر نمبر دئیے ہوئے تو تھے نہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔ تو اب زید بن ثابت کو کتنی جگہ خود ہی اپنی سمجھ پر اعتماد کرنا پڑا ۔

جواب۔۔1 یہ تو علامہ نے خود ہی فرض کر لیا کہ زید بن ثابت ؓنے بس دو چار گھنٹے یا دو چار دن یا ہفتے یا چند مہینے ہی سہی اکیلے پورا قرآن جمع کر دیا حالانکہ حقیقت جو روایات کی روشنی میں معلوم ہوئی وہ یہی ہے کہ یہ کام نفیر عام کے بعد گواہوں کے ساتھ اور انتہائی احتیاط کے ساتھ کیا گیا۔

2۔ خود علامہ جمع القرآن صفحہ نمبر 137 کے حاشیےپر لکھتے ہیں کہ سورۃ توبۃ کی آیت جب حضرت زید کو ملی تو انہوں نے کہا فألحقتها في سورتها یعنی میں نے اس آیت کو اس کی جگہ پر لگا دیا۔اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ زید کو اس آیت کی جگہ پہلے سے معلوم تھی۔تو ثابت ہوا کہ زید بن ثابت نے جو قران کی سورتوں کی ترتیب رکھی وہ توقیفی تھی ورنہ اس آیت میں بھی وہ غوروغوص سے کام لیتے یا اپنی سمجھ سے کام لیتے۔اگر ایک آیت میں اس قدر احتیاط سے کام لیا تو پورے قرآن میں بدرجہ اولی زیادہ احتیاط برتی ہو گی۔

حضرت عمر کے بعد وہ صحیفے حضرت حفصہ کے پاس کیونکر چلے گئے؟ان کو تو حضرت عمر کے بعد حضرت عثمان کے پاس رہنا تھا۔[[43]](#endnote-41)

جواب۔1۔خود علامہ صفحہ 171پر رقمطراز ہیں کہ جب منافقین کی ریشہ دوانیاں بڑھیں تو انکے دست برد سے بچانے کے لئےوہ صندوق مسجد سے اٹھا کر ام المئومنین حضرت حفصہ ؓکے یہاں بھیج دیا گیااور مصحف الامام اس وقت سے حضرت حفصہؓ کی زندگی تک برابر حضرت حفصہ ؓکے پاس رہا۔

2۔وہ صحیفے حضرت عمرؓ کی وصیت کے مطابق حضرت حفصہؓ کے پاس تھے کیونکہ وہ مکمل قرآن کی حافظہ تھیں قراءت و کتابت بھی جانتی تھیں۔اور حضرت عمرؓ کی وفات کے وقت تک کسی کو خلیفہ منتخب نہیں کیا گیا تھا کہ ان کے حوالے وہ صحیفے کر دیئے جاتے۔

اعتراض نمبر 17

حضرت ابو بکرؓ نے زید بن ثابت ؓکو اس کام کے لئے منتخب کیا تو چار وجہیں بیان کیں ۔جن میں سے ایک جوان ہونا ،دوسری عاقل ہونا ،تیسری غیرمتہم ہونا کیا انس و دیگر میں یہ باتیں نہ تھیں ؟باقی یہ کہنا وہ کاتب وحی تھے تو ان سے کہیں زیادہ مدت تک لکھنے والے دوسرے صحابہ بھی تھے ،اور تمام صفات میں زیدؓ سے افضل بھی تھے ۔افسوس ابوبکرؓ ان لوگوں کو کہاں تک منتخب کرتے زید بن ثابت کا کسی کو شریک مشورہ تک نہ بنایا ۔[[44]](#endnote-42)

جواب ۔حضرت ابو بکر ؓنے جو حضرت زید ؓکی صفات گنوائیں اس میں ''رجل شاب ''یعنی آپ نوجوان شخص ہیں ،اس میں حضرت زید ؓکی قوت ضبط ،وحدت نظر اور بھول و چوک سے حفاظت کی طرف اشارہ تھا اس وقت ان کی عمر 25 سال سے کم تھی۔ ظاہر ہے کہ اس معاملے میں ایسے شخص کی ضرورت تھی جو حفظ و ضبط میں کمال رکھتا ہواور حضرت زیدؓ عمر کے اس حصے میں تھے جس میں یہ صفت بدرجہ اتم موجود ہوتی ہے۔ لفظ عاقل سے ان کی عمدگی علم اور شدت تحقیق کی طرف اشارہ ہے ۔ہم آپ پر تہمت نہیں لگا تے اس سے مراد یہی ہے کہ ہم آپ کی عدالت کی وجہ سے آپ پر قرآن کے نقل کرنے میں کوئی تہمت نہیں لگاتے یعنی آپ سچے ہیں اور جھوٹ کا گمان آپ کی طرف نہیں ۔اور آپ وحی لکھتے تھے یعنی باقی لوگوں کی نسبت قرآن کی کتابت کی مشق ان کو زیادہ تھی ۔[[45]](#endnote-43)

اعتراض نمبر 18

حضرت ابو بکر نے اور حضرت عمر نے زید پر بھروسہ کر لیا مگر عثمان نے نہ کیا ۔بخاری کی روایت میں اس کی تصریح نہیں کہ اور لوگ بھی زید کے ساتھ تھے ۔۔۔۔۔۔۔اوراگر کسی اور کو ان کے ساتھ شریک کا رکیاجاتا تو یہ مفرد کے صیغے کیوں اس واقعے کے ذکر میں لائے ؟ [[46]](#endnote-44)

جواب ۔ 1۔حضرت ابو بکر صدیق ؓنے تمام وجوہ قرآنی پر قرآن جمع کروایا تھا۔اور یہ بات تو روایات سے ثابت ہے کہ زید ؓیہ کام اکیلے نہیں کر رہے تھے بلکہ حضرت عمرؓ ان کے ساتھ موجود تھے اور لوگ شھادتوں کے ساتھ قرآن لا رہے تھےجسکو حضرت زید ؓقلمبند کر رہے تھے۔جبکہ حضرت عثمانؓ نے لغت قریش پر قرآن کو جمع

کروایا اور کمیٹی کا سربراہ حضرت زیدؓ ہی کو رکھالیکن ساتھ معاونت کے لیے دیگر حضرات کو بھی مقرر کر دیا۔

2۔ صرف مفرد کے صیغے کے ساتھ یہ روایت نہیں آئی بلکہ ایک روایت میں ''کلفونی ''یعنی جمع کا صیغہ ہے [[47]](#endnote-45)۔مراد یہی ہے کہ ابو بکر ؓوعمرؓ و دیگر حضرات جو ان کی موافقت کر رہے تھے اگر مجھے پہاڑ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کا مکلف بناتے تو وہ آسان تھا ۔اور جس جگہ واحد کا صیغہ استعمال ہوا ہے اس سے مراد حضرت ابو بکر ؓاور حضرت زیدؓ کا باہمی مکالمہ ہے نہ کہ جماعت کا۔[[48]](#endnote-46)

اعتراض نمبر 19

اگر واقعی یہ شرف خصوصیت(یعنی عرضہ اخیرہ میں شرکت) زید کو حاصل تھاتو حضرت ابو بکر کو تو سب سے پہلے یہ ہی کہنا تھا کہ تم حافظ قرآن ہو ۔۔۔۔۔۔یہ کہ تم عرضہ اخیرہ میں رسول اللہ کے ساتھ رہے ۔اس لیے تم سے بڑھ کر کون جمع قرآن کا اہم کام انجام دے سکتا ہے ۔[[49]](#endnote-47)

جواب ۔1۔علامہ خود اس بات کے قائل ہیں کہ صحابہ سارے کے سارے قرآن کے حافظ تھے۔ تو جو بات ان میں عام تھی اسکو کیوں خصوصیت کے ساتھ ذکر کرتے اور یہاں زیر بحث موضوع جمع قرآن ہے نہ کہ عرضہ اخیرہ۔

2۔جمع قرآن میں جو سب سے اہم بات تھی وہ حضرت زیدؓ کا کاتب وحی ہونا ہے اور اس کا ذکر حضرت ابو بکؓر نے کر دیا۔

اعتراض نمبر 20

اب آخر سورہ براءۃ والے واقعے پر غور فرمائیے ۔۔۔مع ابی خزیمہ سے یہ بھی سمجھ سکتے ہیں کہ ان کے پاس لکھا ہوا تھا اور یہ بھی سمجھ سکتے ہیں کہ انکو یاد تھا ۔ایک" مع" کے لفظ سے کتنے پہلو پیدا کر دیئے ۔۔۔۔۔۔یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس آیت کامحل انکو کس طرح معلوم ہوا کہ اس کو آخری سورہ توبہ قرار دیا۔تو صرف انہی کے پاس کیوں ملی ؟ [[50]](#endnote-48)

 جواب ۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ کسی اور کے پاس کے نہ ملی ،بلکہ اس میں حضرت زیدؓ یہ چاہتے تھے کہ بغیر واسطے کے براہ راست جس نے یہ رسول اللہﷺ سے لی اور اس کو آپکے سامنے لکھا ۔کیونکہ ایک شخص کے بتانے کو کافی سمجھا گیا ،یہ درست نہیں کیونکہ اس آیت کے بارے میں حضرت زیدؓ ،حضرت ابو خزیمہؓ اور حضرت عمر ؓجانتے تھے یعنی ان کو یہ آیت یاد تھی ۔باقی حضرت زید ؓکا یہ کہنا یہ آیت صرف ابو خزیمہ ؓکےپاس ملی ان کے علاوہ کسی کے پاس نہیں تو مکتوب حالت میں ان سے ملی ورنہ محفوظ فی الصدر تو بہت سے صحابہ کے پاس تھی۔[[51]](#endnote-49)

اعتراض نمبر 21

نقل مصاحف عہد عثمانی کی حدیث کے آخر میں یہ کہا گیا ہے کہ حضرت عثمان نے چند مصاحف لکھوادینے کے بعد جو لوگوں کے پاس تھے سب کے جلا دینے کا حکم دیا ۔مگر یہاں کوئی تذکرہ نہیں کہ ابو بکر نے ان ٹھیکریوں اور پتھروں اور لکڑیوں کا کیا کیا جن سے زید سے صحیفے مرتب کروائے تھے۔[[52]](#endnote-50)

جواب1۔۔ علامہ خود جمع القرآن صفحہ 172 پررقمطراز ہیں کہ ہر شخص نےکسی پرزے،لکڑی،ہڈی۔۔۔۔۔۔ اسکو بھی ضائع نہ کیا بلکہ کسی مٹکے میں یا کسی ظرف میں یا کسی کپڑے میں لپیٹ کر محفوظ کر لیا۔

2۔حضرت عثمانؓ نے جو مصاحف کے جلا دینے کا حکم دیا تو اس وجہ سے کہ ہر شخص نے اپنا مصحف لکھا ہواتھااور آیات کی وضاحت کے حوالے سے بھی باتیں اس میں مذکور تھیں جو کہ قرآن کا حصہ نہ تھیں۔اس وجہ سے تو اختلاف کا اندیشہ زیادہ تھا اس لیے حضرت عثمانؓ نے دیگر مصاحف کے جلا دینے کا حکم دیا۔دوسری وجہ یہ تھی کہ ہر شخص نے جیسے قراءت سنی ہوئی تھی ویسے ہی اسکو لکھاہوا تھااس بات سے بےخبر کہ یہی لفظ دوسری قراءت میں قدرے مختلف بھی وارد ہواہے اسی کی وجہ سے لوگوں میں اختلاف پھیل رہا تھا۔تو حضرت عثمانؓ نے ایسا جامع مصحف تیار کروا دیا جس میں تمام قراءتوں کی گنجائش تھی اور اس کی وجہ سے کسی نے ان پر نکیر بھی نہیں کی ۔لہذا انہوں نے باقی مصاحف جلا دینے کا حکم دیا۔

اعتراض نمبر 22

حضرت عثمان نے لغت قریش کا خیال کیا حضرت ابو بکر نے نہ کیا ۔[[53]](#endnote-51)

 جواب ۔ حضرت ابو بکرؓ کا مقصد قرآن کو تمام حروف اور وجوہ قراءت جن پر قرآن نازل ہوا تھا اس پر جمع کرنا تھا ۔وہ لغت قریش اور اس کے علاوہ اور بھی تھیں ۔جبکہ حضرت عثمان ؓنے اختلاف کے وقت کتابت میں لغت قریش اختیار کرنے کا حکم دیا تھا کیونکہ وہ دیگر لغات کی نسبت زیادہ مشہور تھی۔ اور قرآن کا بیشتر حصہ بھی لغت قریش پر نازل ہوا۔حضرت عثمان ؓنے ایسے مصاحف تیار کروائے جن میں تمام قراءات کے بیشتر الفاظ آجاتے تھے اور جو الفاظ ایسے تھے جو ایک ہی املا میں نہیں سموئے جاسکتے تھے ان کو اسی لغت کے مطابق لکھوایا ۔جیسا کہ مصحف قالون میں سورۃ البقرۃ کی آیت 132 میں ہے " وأوصى بها ابراهيم" اور مصحف حفص میں ہے" ووصی بھا ابراھیم" اسی طرح سورۃ الفاتحۃ میں مصحف قالون میں ملک یوم الدین ہے جبکہ حفص میں مالک یوم الدین ہے۔ سورۃ الاعراف کی آیت 57 میں مصحف قالون میں ہے وهو الذي يرسل الرياح نُشُرا بين يدي رحمته اور مصحف حفص میں ہے "بُشرا" بین یدی رحمتہ۔

اعتراض نمبر 23

تین ماہ پہلے نازل ہونے والی آیت یعنی قرآن کی آخری آیت بھی مشتبہ ہے ۔یقینا یہ کم از کم ڈیڑھ دو سال قبل ہی نازل ہوئی تھی اور وفات نبوی سے بہت پہلے نزول وحی کا سلسلہ ختم ہو چکا تھا [[54]](#endnote-52)۔

جواب۔ یہ بات تو علامہ نے خود ہی فرض کر لی کہ آخری آیت وفات نبوی سےکم از کم ڈیڑھ دو سال قبل نازل ہوئی تھی۔ورنہ تاریخی شواہد سے یہ ثابت ہے کہ آخری آیت کی تعیین میں اگرچہ اختلاف ہے لیکن اتنی بات پر سب متفق ہیں کہ آخری حدآپکے وصال سے 80 یا 81 دن پہلےکی ہے نہ کہ ڈیڑھ دو سال قبل کی ۔[[55]](#endnote-53)

 اعتراض نمبر 24

جمع قرآن کی روایات کے دیکھنے کے بعد کمزور ایمان والے تو جانے کن کن شکوک و شبہات میں پڑے ہوں گے اور پڑسکتے ہیں ،محدثین کے اکابر بھی قرآن کے متعلق صحیح عقیدہ قائم نہ کر سکے۔جیسے ابن حجر کہتے ہیں کہ پورا قرآن رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں لکھا جا چکا تھا لیکن ایک جمع مجتمع نہ تھا اور نہ سورتیں مرتب تھیں ،یعنی منتشر آیتیں کچھ کس کے پاس کچھ کس کے پاس تھیں ،آیات سے سورتوں کی ترتیب بھی قائم نہ تھی ۔۔یہ سب کا م صحابہ نے اپنی سمجھ سے بطور خود کیا ۔[[56]](#endnote-54)

جواب ۔1۔علامہ نےاپنے طور پر یہ اخذ کر لیا کہ اکابر محدثین قرآن کے متعلق صحیح عقیدہ قائم نہ کر سکے۔حالانکہ ہمیں جمع قرآن کے حوالے سے کسی محدث کا اختلاف نہیں ملتا۔بلکہ تقریبا سب اس بات پر متفق ہیں کہ آپ ﷺکے دور میں قرآن اگرچہ جمع تھا لیکن مدون نہ تھا اور اس کے متعدداسباب بیان کئے ہیں جیسے:

1۔آپﷺ پر مکمل سورتیں یکبارگی نازل نہیں ہوئیں بلکہ مختلف آیات اترتی تھیں۔لہذا نازل ہونے کےفورا بعد ان کو ایک مصحف میں جمع کرنا مشکل تھا کیونکہ اس سے تو ان ادوات میں مسلسل تبدیلیاں کرنی پڑتیں جن پر اس وقت قرآن کریم لکھا جا رہا تھا۔علامہ زرکشی فرماتے ہیں آپﷺ کے دور میں قرآن مصحف میں نہیں لکھا گیا تھا کیونکہ اسطرح اس نسخے میں مسلسل تبدیلی کرنا ہوتی اسی وجہ سےقرآن کے مکمل نزول تک اسکو ایک مصحف میں لکھنے کو مؤخر کیا گیا۔[[57]](#endnote-55)

2۔ قرآن کریم کی آیات اور سورتوں کی ترتیب نزول کے مطابق نہیں بلکہ حضرت جبرئیل نے جو ترتیب آپؐ کو لوح محفوظ کے مطابق بتائی تھی عین وہی ہے۔ اگر نزول کے مطابق قرآن کو لکھا جاتا تو لوح محفوظ کی ترتیب کی مخالفت لازم آتی اور بہت سی آیات میں اضطراب پیدا ہو جاتا جو اعجاز قرآن کے منافی ہے۔[[58]](#endnote-56)

3۔آخری آیت کے نزول اور آپﷺ کی وفات کے درمیان کم وقفہ تھا اور اس کے دوران قرآن کو ایک مصحف میں جمع کرنا مشکل تھا۔

4۔آپﷺ کے دور میں وہ اسباب و دواعی درپیش نہ تھے جو حضرت ابو بکر ؓکے زمانے میں پیش آئے جنکی وجہ سے قرآن کو ایک مصحف میں جمع کرنا ضروری ہو گیا۔کیونکہ آپﷺ کے دور میں مسلمان امن میں تھے ۔بہت سے قاری حضرات موجود تھے،فتنے نہ تھے اور سب سے بڑھ کر آپ ﷺمسلمانوں میں موجود تھے۔جبکہ حضرت ابو بکرؓ کے دور میں بہت سے حفاظ شہید ہو گئے تھےاورقرآن کے ضیاع کا خوف تھا۔[[59]](#endnote-57)

2۔علامہ نے ابن حجر ؒ کا ایک جملہ لیکر اس سے یہ استدلال کر لیا کہ قرآن کی منتشر آیات کچھ کسی کے پاس کچھ کسی کے پاس تھیں ،ترتیب بھی قائم نہ تھی یہ سب کام صحابہ نے اپنی سمجھ سے کیا ۔جبکہ انہوں نے ابن حجر کی یہ تصریح بالکل نظر انداز کر دی کہ ،صحف اور مصحف میں فرق ہے ۔صحف مجرد اوراق تھے ،جن پر سورتیں متفرق تھیں ،ہر سورت اپنی آیات کے ساتھ مرتب تھی ۔لیکن ایک کے بعد دوسری مرتب نہ تھی جب حضرت ابو بکر ؓکے دور میں آگے پیچھے مرتب کر کے لکھ دی گئیں تو مصحف بن گیا ۔اور اس پر ساری امت کا اجماع بھی ہے۔[[60]](#endnote-58)

 اعتراض نمبر 25

حضرت عثمان ؓنے تمام مسلمانوں کو حرف واحد پر مجتمع کر دیا اس کا پروپیگنڈا۔کہا جاتا ہے کہ حضرت عثمان ؓ نے تمام مسلمانوں کوحرف واحد یعنی قراءۃ واحدہ پر مجتمع کر دیا ۔[[61]](#endnote-59)

جواب ۔ یہ پروپیگنڈہ نہیں بلکہ حقیقت ہے جو صحیح روایات سے ثابت ہے اور حضرت عثمانؓ کا امت پر احسان ہے کہ انہوں نے امت کو ایک حرف پر جمع کیا اور یہ سد ذرائع کی قبیل سے تھا یعنی انہوں نے امت میں اختلاف کا ذریعہ ختم کر دیا تھا جو فتنہ اختلاف قراءت کی وجہ سے مسلمانوں میں شروع ہو گیا تھا ۔اور اس پر امت کا اجماع ثابت ہے ۔[[62]](#endnote-60)

اعتراض نمبر 26

غیر منقوط بے اعراب دیئے گئے مصحف سے اس قسم کے زیر و زبر اور نقطوں کے اختلافات کو کسطرح مٹایا جا سکتا تھا جبکہ ہرملک بلکہ ہر قریہ میں اور محلے میں ایک قریشی قاری بھی نہ بھیجا جائے تا کہ وہ لغت قریش کے مطابق قرآن پڑھائے ۔[[63]](#endnote-61)

جواب۔چونکہ قرآن کے نقل میں تمام تر مدار زبانی تلقین پر تھا۔لہذا فقط مصاحف قرآن کے نقل کرنے اور سکھانے کے لیے کافی نہ تھے اسی وجہ سے حضرت عثمانؓ نے ہر مصحف کے ساتھ ایک قاری بھی بھیجا جو اس مصحف کی قراءت کے مطابق لوگوں کو سکھاتا بھی تھا۔اور اس مقصد کے لیے انہوں نے ہر قاری کے لیے وہ مصحف منتخب کیا جو زیادہ اس کی قراءت کے مطابق تھا۔[[64]](#endnote-62) روایت سے ثابت ہے کہ حضرت عثمان ؓ نے مدنی مصحف پڑھانے کے لیے حضرت زید بن ثابتؓ کو مقرر کیا اور مکی مصحف کے ساتھ حضرت عبد الله بن السائبؓ کو بھیجا ۔اور شامی مصحف کے ساتھ مغیرۃ بن ابی شہاب کو بھیجاجبکہ کوفی مصحف کے ساتھ ابو عبدالرحمن السلمیؓ کو بھیجا۔اور بصری مصحف کے ساتھ حضرت عامر بن عبد قیس ؓکو بھیجا۔[[65]](#endnote-63)

اعتراض نمبر 27

مورخین کی خاموشی ،طبری اور ابن اثیر نے اپنی کتابوں میں جمع صدیقی ،جمع عثمانی کا ذکر نہیں کیا ،یا اہمیت نہ تھی یا ان کے زمانے تک گھڑی نہ گئی تھیں ۔[[66]](#endnote-64)

جواب۔بہت سے تاریخی واقعات ایسے ہیں جو کہ کتب احادیث میں مروی ہیں لیکن انھیں مؤرخین نے ذکر نہیں کیا اور بے شمار واقعات ایسے ہیں جنھیں کثیر تعداد میں مؤرخین نے ذکر کیا ہے لیکن محدثین نے ان سے اعتنا نہیں کیا۔ تاریخی واقعات کی صحت کے لیے یہ اصول نہیں ہوتا کہ تمام واقعات جمیع مصادر میں ہی موجود ہوں جب احادیث کی مستند کتابوں میں ان دونوں واقعات کا ذکر ہےتو اگر دیگر مصادر میں مذکور نہ بھی ہو تو اس سے واقعے کے ثبوت پہ اثر نہیں پڑتا۔

 اعتراض نمبر 28۔ قرآن میں اختلاف قراءت کا پروپیگنڈاجاری کرکے کوفہ سے قاریوں کا جال پھیلانا شروع کیا ۔اور پہلی صدی کے ختم ہونے کے بعد 7 قاری بھی بنا لیے۔

جواب۔قراءات آپﷺ کے بعد کے دور کی ایجاد نہیں بلکہ ساری آپؐ سے لی گئی ہیں۔قراء نے ساری قراءتیں قطعی اور متواتر اسناد کے ساتھ حاصل کیں جو متواتر الطبقہ بھی ہیں اورنسل در نسل ہم تک پہنچی ہیں۔[[67]](#endnote-65) ۔اور سات قراء کا تعلق سبعۃ احرف والی حدیث سے ہرگز نہیں ہے۔

اعتراض نمبر۔29

مصاحف کا غیر منقوط اور غیر معرب ہونا اختلاف قراءات کی دلیل نہیں بن سکتا اور یہ کہنا غلط ہے کہ قرآنی نقاط واعراب بعد کی ایجاد ہیں ۔اگر نقطے بعد میں ایجاد کئے گئے تو عرب متشابہ الصور حروف میں تمیز کیسے کرتے تھے ۔

جواب۔1۔ مصاحف عثمانیہ نقطوں سے خالی تھے تاکہ تمام وجوہ قراءات جن پر قرآن نازل ہوا اس سے اخذ کی جا سکیں ۔مصاحف میں مو جودہ نقطوں کا کام عبد الملک بن مروان کے دور میں حجاج بن یوسف نے یحی بن یعمر اور نصر بن عاصم سے لگوائے اس لئے یہ کہنا درست نہیں ہے کہ حجاج نے نا معلوم افراد سے نقطے لگوائے ۔[[68]](#endnote-66)

جواب۔2۔ علامہ اپنی کتاب اعجاز القرآن میں جب حضرت علی ؓ کے مصحف کا تعارف پیش کرتے ہیں تو لکھتے ہیں کہ اس مصحف میں اعراب موجودہ شکل میں نہیں تھے بلکہ سرخ روشنائی نقطوں کی جگہ استعمال کی گئی ۔

 3۔عربوں کا زیادہ اعتماد حفظ پر تھا اس لئےحروف میں امتیاز کی ضرورت نہ تھی اور جب امتیاز کی ضرورت ہوتی تو کسی شوشے کو موڑ لیتے یا کسی شوشے کو بڑھا لیتے ،جیسے اردو دان عبارت کے سیاق وسباق سے لفظ اِس اور اُس میں با آسانی فرق کر سکتے ہیں ۔

4۔عرب کیونکہ زبان دانی کے ماہر تھے اس لئے حروف و کلمات کے اعراب سے ناآشناء تھے جب عجمی مسلمان ہوئے تو قرآن اور لغت قرآن پر زیادتی کرنے لگےتو اس وقت اعراب کی ضرورت پڑی۔ اس میں ابو الاسودالدؤلی کاواقعہ ذکر کیا گیا ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو ''ان اللہ برئ من المشرکین و رسولِہ ِ''پڑھتے ہوئے سنا تو زیاد کے حکم کو بجا لاتے ہوئے زبر ،زیر اور پیش کی علامتیں مقرر کیں ۔

اعتراض نمبر30۔ احتلاف قراءت کا سبب مصاحف کا نقطوں اور اعراب سے خالی ہونا ہے نہ کہ رسول اللہ ﷺ سے منقول ہونا کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات لوگوں کے لئے مختلف نہیں ہو سکتیں ۔

جواب ۔ علامہ خود اس بات کے قائل ہیں کہ شروع میں نقطے نہ تھے جمع القرآن صفحہ نمبر 172 پر رقمطراز ہیں کہ کتابت و حفظ کے بعد ہر شخص اپنے مصحف میں تلاوت کا روزانہ پابند تھا ،اس لئیے اعراب اور نقطے کتابت میں رکھنے کی ضرورت ہی نہ تھی ''یعلمون 'جہاں جمع غائب کے صیغے کے ساتھ ہے وہاں با وجود نقطے نہ ہونے کے ''یا''ہی کے ساتھ پڑھا جاتا تھا ۔اور جہاں بصیغہ جمع حاضر ہے وہاں باوجود نقطے نہ ہونے کے ''تا''ہی کے ساتھ پڑھا جاتا تھا ۔اسی طرح جمع القرآن صفحہ نمبر174پر لکھتے ہیں او دور اول میں اگر نقطے یا اعراب مصاحف میں نہ تھے تو اسکی وجہ سے پڑھنے والوں میں کسی طرح کا بھی اختلاف ممکن نہ تھا ۔اس لئے کہ قرآن کا اصل تعلق زبانی تلقین سے تھا نہ کہ کتابت سے ۔اور زبانی تلقین کا آخری سلسلہ یہ پڑھنے والے کا خاص رسول اللہ ﷺ تک ہی منتھیٰ ہوتا ہے ۔

اعتراض نمبر 31

اختلاف قراءت کوفہ میں روافض کے ایجنٹوں نے گھڑ کر مختلف وضعی سلسلہ اسانید کے ساتھ ان کو معروف کیا ۔

جواب۔ علامہ کے اس اپنے اعتراض ہی میں اس کا جواب بھی ہے کہ قراءات اسلامی مراکز میں رائج تھیں کیونکہ نقل اسی سکے کی بنائی جاتی ہے جورائج ہوتاہے ،گویا مختلف قراءات اسلامی مراکز میں رائج تھیں اگر ایک ہی قراءت ہوتی اور اس کے مقابلے میں اور قرائتیں بنائی جاتیں تو امت ان کو تلقی بالقبول کا مرتبہ کیوں کر دیتی۔ کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی"[[69]](#endnote-67)

 اور اگر بالفرض روافض نے ان کو گھڑا ہے تو اس سے ان کا کونساعقیدہ ثابت ہوتا ہے ۔

اعتراض نمبر 32

حدیث سبعہ پہلی صدی کے آخریا دوسری صدی کے شروع میں گھڑی گئی ۔نیز تیسری صدی ہجری سے قبل قراءات کا وجود نہ تھا صرف چند سازشی مصنفین شاذ ونادر اپنی کتابوں میں نقل کر دیتے تھے ۔

جواب۔1۔یہ حدیث موضوع نھیں بلکہ 21 صحابہ کرام سے تواتر کے ساتھ مروی ہے۔[[70]](#endnote-68)

2۔اما م بخاری نے صحیح میں فضائل القران میں اس کو ذکر کیا ہے۔امام مسلم نے اپنی صحیح میں صلاۃالمسافرین میں اسکو ذکر کیا ہے۔امام مالک نے اس حدیث کا ذکر الموطا میں کتاب القران میں کیا ہے۔امام ابو داود نے سنن میں کتاب الصلاۃ میں اسکا ذکر کیا ۔

4۔اس حدیث کو روایت کرنے والے صحابہ میں عمر بن الخطابؓ ، هشام بن حكيم ؓ ،عبد الرحمن بن عوف ؓ، أبی بن كعب ؓ، عبد الله بن مسعودؓ ، معاذ بن جبلؓ ، أبو هريرة ؓ، عبد الله بن عباسؓ ، أبوسعيد الخدریؓ، حذيفة بن اليمان ؓ، أبوبكرةؓ ، عمرو بن العاصؓ ، زيد بن أرقم ؓ، أنس بن مالك ؓ، سمرة بن جندب ؓ، عمر بن أبی سلمة ؓ، أبو جهيمؓ ، أبو طلحة الأنصاريؓ ، أم أيوب الأنصاریہ ؓاورعثمان بن عفانؓ ہیں[[71]](#endnote-69)۔

5۔موضوعات کی کسی کتاب میں اس حدیث کا ذکر نہیں ہے۔

6۔یہ کہنا درست نہیں کہ تیسری صدی ہجری سے قبل قراءات کا وجود نہ تھا۔کیونکہ پہلی صدی میں یحیی بن یعمر(المتوفی قبل 90ھ) نے ایک کتاب لکھی " کتاب القراءۃ" کے نام سے جس میں انہوں نے مصاحف عثمانیہ کے اختلافات کو جمع کیا۔یہ ابو الاسود دوئلی کے شاگرد تھے ۔[[72]](#endnote-70)دوسری صدی میں ابان بن تغلب(المتوفی 141ھ) نے القراءات لکھی اور مقاتل بن سلیمان(المتوفی 150ھ) اور زائدہ بن قدامہ (المتوفی 161ھ) نے بھی القراءات نام سے کتابیں لکھیں۔اسی طرح ابن عامر (المتوفی 118ھ) نے اختلاف مصاحف الشام و الحجاز و العراق لکھی،اور دیگر کتب بھی لکھی گئیں۔[[73]](#endnote-71)

خلاصہ بحث

قرآن اللہ کی طرف سے نبی کے لئے ایسا معجزہ ہے جو تا قیامت مسلمانوں کے عمل وعمل میں زندہ رہے گا اور جیسے آغاز نزول کے وقت اہل مکہ باوجود چیلنج کے ایک آیت بھی اس کی مثل نہ لاسکے اسی طرح قیامت تک فتنہ پر ور لوگ قرآن کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کرتے رہیں گے لیکن انہیں اس میدان میں شکست و ہزیمت کا سامنا ہی کرنا پڑے گا ،جمع القرآن اور اختلاف قراءت والی روایت دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اگر یہ موضوع ہوتیں تو امت ان کو تلقی بالقبول کا مرتبہ کبھی نہ دیتی کیونکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی۔ مصحف امام ایک لازمی ضرورت تھی ۔کیونکہ رسول اللہ ﷺ جب دنیا سے تشریف لے گئے تو آپ نے قرآن کا کوئی سرکاری نسخہ تیار نہیں کروایا تھا۔ صحابہ نے اپنے طور پر لکھا ہوا تھا اور وہ آپ ﷺ کو چیک بھی کرواتے رہتے تھے لیکن کسی صحابی نے پورا قرآن لکھا ہوا چیک کرایا ہو اور اس کی تصدیق بھی کی گئی ہو ایسا نہیں ہوا لہذا آپ ﷺ کی وفات کے بعد ایک سرکاری نسخے کی ضرورت تھی اور وہ حفاظ کی موجودگی میں ہی ضروری تھا اس لیے ایک نسبۃً محفوظ طریقے کے مطابق ایک سرکاری نسخہ تیار کرالیا گیا تاکہ بعد کے زمانے میں اگر کسی آیت میں کوئی اختلاف ہو تو رجوع کرنے لیے کوئی مسستند ماخذ تو موجود ہو۔ جیسے کہ احادیث مبارکہ کا سرکاری نسخہ بھی آپﷺ کے بعد مدون کروایا گیا ۔جہاں تک اختلاف قراءات کا تعلق ہے تو مشرکین مکہ نے اختلاف قراءات پر کسی قسم کی تنقید نہ کی معلوم ہوا کہ وہ اسلوب عرب کے مطابق تھیں ۔ قرآن کا سات حروف پر نازل ہونا اسکے اعجاز کی دلیل ہے نہ کہ اعجاز کے منافی،باوجود اختلاف قراءت کے قرآن میں کوئی تعارض نہیں اور حضرت عثمان ؓ نے مصاحف کی کتابت میں یہ حکمت عملی اپنائی کہ جہاں رسم الخط میں مسموعہ قراءات کی گنجائش تھی انکو حضرت ابوبکرؓ کے رسم قرآن کے نہج پر رکھا لیکن 41 مقامات پر جہاں رسم الخط کی یکسانیت میں متعدد قراءتوں کی گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے مختلف مصاحف میں الگ رسم الخط میں لکھوایا جیسا کہ مصحف مدنی اور مصحف شامی میں "سارعوا" (سورۃ آل عمران)کو بغیر واو کے اور دیگر مصاحف میں واو کے ساتھ لکھوایا ۔اور ان مصاحف پر صحابہ کرام کا اجماع تھا۔درج بالا بحث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ تاریخی لحاظ سے علامہ تمنا عمادی کے اعتراضات کوئی وزن نہیں رکھتے بالخصوص موجودہ دور جبکہ سبعہ احرف کے مصاحف کا عالم اسلام کے مختلف خطوں میں مروج ہونا بھی ایک معلوم حقیقت ہے۔ اسی طرح علامہ کی طرف سے کوفی سازش والے مفروضے کا کھوکھلا پن بھی نمایاں ہوتا ہے کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ امت کا دو تہائی حصہ چودہ سو سال کوفی سازش سے بےخبر من گھڑت قرآن پڑھتا رہا ہو۔

حواشی

1. \* پی ایچ ڈی ریسرچ اسکالر،شعبہ علوم ِ اسلامیہ،ہائی ٹیک یونیورسٹی،ٹیکسلا [↑](#footnote-ref-1)
2. \*\* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علومِ اسلامیہ ،ہائی ٹیک یونیورسٹی ،ٹیکسلا [↑](#footnote-ref-2)
3. الحجر:9 [↑](#endnote-ref-1)
4. تمنا عمادی،جمع القران ، ص151 [↑](#endnote-ref-2)
5. العسقلاني، أحمد بن علي بن حجر أبو الفضل العسقلاني الشافعي، فتح الباري شرح صحيح البخاري، (بيروت، دار المعرفة ، 1379)،ج 9 ،ص 14 [↑](#endnote-ref-3)
6. العيني، بدر الدين العيني الحنفي، عمدة القاري شرح صحيح البخاري، ج 19 ،ص 169 [↑](#endnote-ref-4)
7. عمادی،جمع القرآن،ص 152 [↑](#endnote-ref-5)
8. ایضا ،ص 160 [↑](#endnote-ref-6)
9. الترمذي ،محمد بن عيسى أبو عيسى الترمذي السلمي، الجامع الصحيح سنن الترمذي، تحقيق : أحمد محمد شاكر(بيروت، دار إحياء التراث العربي)ج5 ، ص 734 [↑](#endnote-ref-7)
10. ابن قتیبه، أبو محمد عبد الله بن مسلم بن قتيبة الدينوري ،المعارف،تحقیق :ثروت عکاشه ،(دائرۃ المعارف)،ص 260 [↑](#endnote-ref-8)
11. ابن عبد البر، أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر بن عاصم النمري القرطبي،الإستيعاب في معرفة الأصحاب،تحقیق: علي محمد البجاوي،( بيروت،دار الجيل،1412 هـ - 1992 م)،ج1،ص 29 [↑](#endnote-ref-9)
12. عمادی،جمع القرآن،ص 160 [↑](#endnote-ref-10)
13. السجستاني ،أبو داود سليمان بن الأشعث السجستاني، (بيروت، دار الكتاب العربي)ج 3، ص 356 [↑](#endnote-ref-11)
14. العسقلاني ،أحمد بن علي بن حجر أبو الفضل العسقلاني الشافعي ،الإصابة في تمييز الصحابة، تحقيق : علي محمد البجاوي(بيروت دار الجيل 1412) ج 2، ص 593 [↑](#endnote-ref-12)
15. عمادی، جمع القرآن،ص153 [↑](#endnote-ref-13)
16. الحافظ نور الدين علي بن أبي بكر الهيثمي ،مجمع الزوائد ومنبع الفوائد،(بيروت،دار الفكر،1992م)ج8 ،ص 203

اصل روایت اسطرح ہے عن زيد بن ثابت قال: كنت أكتب الوحي لرسول الله صلى الله عليه وسلم، وكان إذا نزل عليه أخذته برحاء شديدة وعرق عرقاً شديداً مثل الجمان، ثم سري عنه، فكنت أدخل بقطعة العسب أو كسره، فأكتب وهو يملي علي، فما أفرغ حتى تكاد رجلي تنكسر من ثقل القرآن، حتى أقول: لا أمشي على رجلي أبداً. فإذا فرغت قال: "اقرأه". فأقرأه، فإن كان فيه سقط أقامه، ثم أخرج به إلى الناس.(رواه الطبراني بإسنادين ورجال أحدهما ثقات) [↑](#endnote-ref-14)
17. عمادی ،جمع القران ، ص 156 [↑](#endnote-ref-15)
18. أبو بكر الهيثمي، أبو الحسن نور الدين علي بن أبي بكر بن سليمان الهيثمي، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ،تحقیق: حسام الدين القدسي ،( القاهرة ، مكتبة القدسي ، 1414 هـ، 1994 م )،ج 8 ،ص302۔ اصل روایت اسطرح ہے عن خارجة بن زيد بن ثابت قال: دخل نفر على زيد بن ثابت فقالوا: حدثنا ببعض حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: وما أحدثكم؟ كنت جاره فكان إذا نزل الوحي أرسل إلي فكتبت الوحي [↑](#endnote-ref-16)
19. مبارکپوری، ابو الحسن عبداللہ مبارکپوری ،مشکوۃ المصابیح ،ج1ِ،ص494 [↑](#endnote-ref-17)
20. ابن عبد البر، الإستيعاب في معرفة الأصحاب ،ج1 ،ص 22 [↑](#endnote-ref-18)
21. عمادی،جمع القران، ص 157 [↑](#endnote-ref-19)
22. ابن عبد البر، الإستيعاب، ج 1 ،ص160 [↑](#endnote-ref-20)
23. عمادی،جمع القران، ص 159 [↑](#endnote-ref-21)
24. ایضا، ص 160 [↑](#endnote-ref-22)
25. سليمان بن خلف بن سعد بن أيوب الباجي ،المنتقی شرح مؤطا،ص 481 [↑](#endnote-ref-23)
26. ابن حجر، فتح الباری،ج 9،ص 63،و ایضا العینی،عمدۃ القاری،ج 29،ص 87 [↑](#endnote-ref-24)
27. عمادی،جمع القران، ص 162 [↑](#endnote-ref-25)
28. ایضا، ص 181 [↑](#endnote-ref-26)
29. البغوي ،الحسين بن مسعود البغوي شرح السنة ،تحقيق :شعيب الأرناؤوط،محمد زهير الشاويش،(دمشق بيروت،المكتب الإسلامي، 1983م) ج4 ،ص 525، 526 [↑](#endnote-ref-27)
30. ابن عاشور، محمد الطاهر بن محمد بن محمد الطاهر بن عاشور التونسي، التحرير والتنوير،(بيروت لبنان ،مؤسسة التاريخ العربي،1420هـ/2000م)ج 1 ،ص51 [↑](#endnote-ref-28)
31. عمادی،جمع القران، 182 [↑](#endnote-ref-29)
32. ابن حجر،فتح الباری،ج 9،ص 14 اور اس کی روایت ان الفاظ سے مروی ہے من طریق یحیی بن عبد الرحمن بن حاطب قال قام عمر ؓفقال من کا ن تلقی من رسول اللهﷺ شیئا من القرآن فليأت به [↑](#endnote-ref-30)
33. ابن حجر،فتح الباری،ج 9،ص 14 [↑](#endnote-ref-31)
34. ایضا،ج 9،ص 15 [↑](#endnote-ref-32)
35. عمادی،جمع القرآن،ص 183 [↑](#endnote-ref-33)
36. البخاري، محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة البخاري،( القاهرة، دار الشعب، الطبعة ۔ الأولى ، 1407 – 1987)،ج6،ص 226 [↑](#endnote-ref-34)
37. أبو حاتم الدارمي، محمد بن حبان بن أحمد بن حبان ترتيب : علي بن بلبان بن عبد الله، علاء الدين الفارسي،ج 10،ص 360 [↑](#endnote-ref-35)
38. عمادی، جمع القرآن،ص 184 [↑](#endnote-ref-36)
39. ایضا،ص 184 [↑](#endnote-ref-37)
40. ایضا،ص 186 [↑](#endnote-ref-38)
41. ابن حجر، فتح الباری،ج 9،ص12 [↑](#endnote-ref-39)
42. ایضا ،ج 9،ص13 [↑](#endnote-ref-40)
43. عمادی،جمع القرآن،ص 201 [↑](#endnote-ref-41)
44. ایضا ،ص 191 [↑](#endnote-ref-42)
45. ابن حجر،فتح الباری،ج 9 ص 13 [↑](#endnote-ref-43)
46. عمادی،جمع القرآن،ص 192 [↑](#endnote-ref-44)
47. الشيباني، أحمد بن حنبل، مسند أحمد بن حنبل(القاهرة، مؤسسة قرطبة)،ج1،ص13 روایت کے الفاظ اسطرح ہیں

قال زيد فوالله لو كلفوني نقل جبل من الجبال ما كان بأثقل علي ( تعليق شعيب الأرنؤوط ۔إسناده صحيح على شرط الشيخين) [↑](#endnote-ref-45)
48. ابن حجر،فتح الباری،ج9،ص 1 [↑](#endnote-ref-46)
49. عمادی،جمع القرآن،ص 193 [↑](#endnote-ref-47)
50. ایضا ،ص 194،232 [↑](#endnote-ref-48)
51. ابن حجر، فتح الباری ،ج9،ص 15 [↑](#endnote-ref-49)
52. عمادی،جمع القرآن،ص 197 [↑](#endnote-ref-50)
53. ایضا ،ص 199 [↑](#endnote-ref-51)
54. ایضا،ص 230 [↑](#endnote-ref-52)
55. السيوطي، عبد الرحمن بن أبي بكر السيوطي، الدر المنثور في التفسير بالماثور،( مصر، دار هجر، 2003م)،ج3،ص 391 و ایضا

أبو حاتم الرازي، الإمام الحافظ أبو محمد عبد الرحمن بن أبي حاتم الرازي تحقيق ۔ أسعد محمد الطيب، ( المكتبة العصرية ،صيدا)ج2،ص554 و ایضا الطبري،محمد بن جرير بن يزيد بن كثير بن غالب الآملي،جامع البيان في تأويل القرآن،تحقيق : أحمد محمد شاكر،(مؤسسة الرسالة،الطبعة : الأولى ، 1420 هـ - 2000 م)،ج6،ص41 [↑](#endnote-ref-53)
56. علامہ تمنا عمادی ، جمع القرآن، ص 103 [↑](#endnote-ref-54)
57. زرکشی،البرھان فی علوم القرآن،ج 1،ص 262 [↑](#endnote-ref-55)
58. جمال مصطفى ،جمع القرآن بين الحقائق الثابتة والشبهات الهابطة ، (مطبعة الحسين الإسلامية، 1992)، ص43 [↑](#endnote-ref-56)
59. علي بن سليمان العبيد، جمع القرآن الكريم حفظا وكتابةً،ج 1،ص38 [↑](#endnote-ref-57)
60. ابن حجر، فتح الباری ، ج 9 ،ص 13 [↑](#endnote-ref-58)
61. عمادی،جمع القرآن،ص 283 [↑](#endnote-ref-59)
62. ابن القيم الجوزية، محمد بن أبي بكر أيوب الزرعي، إعلام الموقعين عن رب العالمين، تحقيق۔ طه عبد الرءوف سعد،( بيروت ، دار الجيل، 1973)،ج3،ص 159 [↑](#endnote-ref-60)
63. عمادی،جمع القرآن،ص 293،311 [↑](#endnote-ref-61)
64. القرطبي ، أبو عبد الله محمد بن أحمد بن أبي بكر بن فرح الأنصاري الخزرجي ،الجامع لأحكام القرآن للقرطبي ، تحقيق : أحمد البردوني وإبراهيم أطفيش ،( القاهرة ، دار الكتب المصرية، 1964 م)،ج 1،ص40 [↑](#endnote-ref-62)
65. الزرقاني ،مناهل العرفان،ج1،ص 403،404 [↑](#endnote-ref-63)
66. عمادی،جمع القرآن،ص 312 [↑](#endnote-ref-64)
67. عبد الکریم بن عبداللہ، شرح سنن الترمذی، ج 2،ص23 [↑](#endnote-ref-65)
68. الزرقانی،مناهل العرفان،ج 1،ص 399،400 [↑](#endnote-ref-66)
69. أبو القاسم الطبراني،سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي،المعجم الكبير،ج 11،ص 78 [↑](#endnote-ref-67)
70. علی بن سلطان محمد ،مرقاٰۃ المفاتیح، (بیروت،لبنان،دار الکتب العلمية)،ج5،ص 91 [↑](#endnote-ref-68)
71. ابن الجزري، النشر في القراءات العشر،ج 1،ص 32 [↑](#endnote-ref-69)
72. غاية النهاية ج 2 ص 381 [↑](#endnote-ref-70)
73. اس مضمون کی تفصیل لے لیے جبیرۃ الجراحات فی حجیۃ القراءات کی طرف رجوع کریں۔ [↑](#endnote-ref-71)